فرضی قصّے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچّوں کا میگزین

پندرہ روزہ

روضۃ الاطفال

لاہور پاکستان

153 27 ستمبر 2013ء 20 ذیقعد 1434ء

پہلوان کون....؟

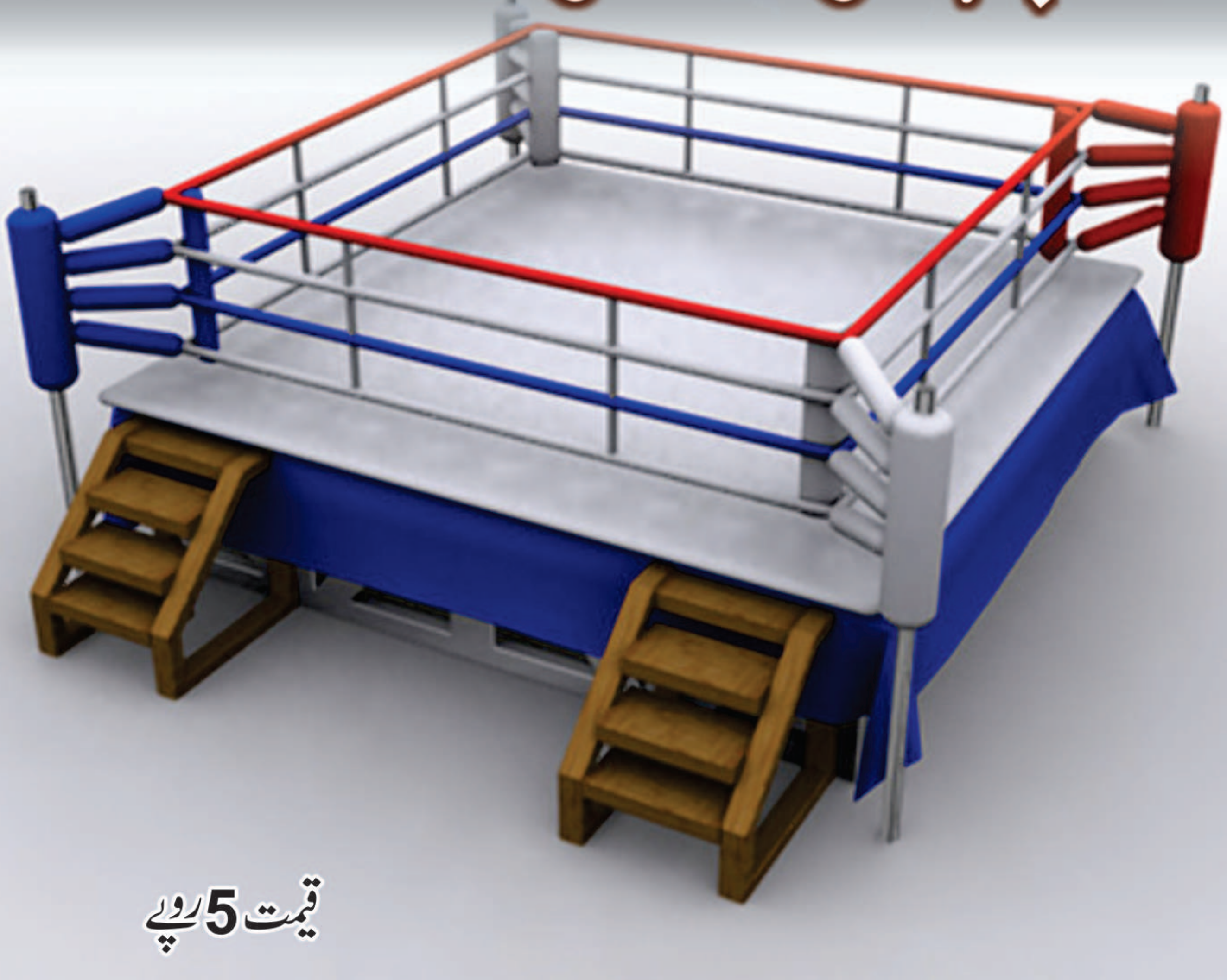

قیمت 5 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ الٰہی جل جلالہ

پس ان نمازیوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔ اور عام برتنے کی چیزیں روکتے ہیں۔ (الماعون: 7-4)

(امیر حمزہ۔ وار برٹن)

حدیثِ نبوی ﷺ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت اور دفاع کرتے ہوئے ناحق قتل کر دیا گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(نسائی۔ صحیح الجامع)

پہلی بات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

روضہ کے مہکتے پھولو!

امید ہے کہ آپ ایمان اور صحت کی بہترین حالت میں ہوں گے..... کھاؤں..... کھاؤں......!!

ارے! یہ کھانسی کی آواز کہاں سے آرہی ہے......؟ ننھے مجاہدو......! لگتا ہے کہ آپ کا ایمان تو مزید بہتر ہو رہا ہے لیکن صحت مجھے بہت سے قارئین کی متاثر لگ رہی ہے۔ کھانسی اور نزلہ زکام......یہی دو وجوہات ہیں نا......اور یہ اس وجہ سے ہے کہ موسم تبدیل ہو رہا ہے اور آپ ہیں کہ ٹھنڈے پانی کا ساتھ چھوڑنے کا نام نہیں لے رہے......اسی لئے یہ بیماریاں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ رہیں۔

لہٰذا اگر صحت بحال کرنی ہے تو ٹھنڈے پانی سے احتیاط کریں اور دیگر احتیاطی تدابیر اپنے والدین سے پوچھ کر اختیار کریں۔ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں ورنہ دین کی دعوت کا کام متاثر ہو جائے گا۔ ہمارے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو صحت والی زندگی عطا فرمائے تاکہ ہم سب اس کے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔ آمین

اللہ آپ کا حامی وناصر ہو......!

والسلام

رَبَّنَا

شرک سے خوف کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔ (مسند احمد: 403/4)

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں جانتے ہوئے تیرے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور اس (شرک) سے تیری بخشش مانگتا ہوں جو میں نہیں جانتا۔"

(محمد آصف۔ رحیم مارکیٹ رحیم یار خان)

ایڈیٹر: عبدالرحمٰن

خط وکتابت کیلئے: پی او بکس نمبر 102 جی پی او لاہور/ ای میل: rozah100@yahoo.com آفس: 0313-5967575

محمد ﷺ کا دسترخوان

عمر بن ابی سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں لڑکپن میں رسول اللہ ﷺ کے یہاں زیر تربیت تھا، کھانے کے وقت میرا ہاتھ پورے برتن میں چکر کھایا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ۔ (بخاری)

یعنی برتن کا جو کنارہ تمہارے سامنے ہے وہیں سے کھاؤ! سارے برتن میں ہاتھ نہ گھماؤ!۔ عمر بن ابی سلمہ ؓ کی یہ حرکت بظاہر معمولی تھی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کو نصیحت کی اور کھانے کے ضروری آداب بتائے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ معمولی باتوں میں بھی نبی کریم ﷺ لوگوں کی تعلیم و تربیت کا کتنا خیال رکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کھانے میں نکتہ چینی نہیں کی۔ اگر خواہش ہوتی تو کھا لیا کرتے اگر نہ پسند ہوتا تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری)

یعنی اصل چیز زندگی کے لیے کھانا ہے نا کہ کھانے کے لیے زندگی ہے، اس لیے جس کے سامنے زندگی کا اعلیٰ نصب العین ہو وہ نہ کھانے کی چیزوں میں عیب نکالتا ہے نہ بات بات پر گھر والوں کو ٹوکنے اور ان سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ سیدہ فاطمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ہاتھ میں چکنائی ہوگی، وہ اسے دھوئے بنا سو گیا تو اسے کوئی نقصان پہنچا تو اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔ (ابن ماجہ)

یعنی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھو لینا چاہئیں خصوصاً جبکہ ہاتھوں کو چکنائی لگی ہو۔ آداب طعام کی ان نفاستوں کے علاوہ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے ہاں کھانے کا کوئی ایسا خاص اہتمام نہ تھا روزانہ کوئی عام سی غذا آپ کے دسترخوان پر ہوتی، زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح آپ ﷺ نے کھانے میں بھی سادگی کو اپنا شعار بنایا۔ آپ ﷺ کا دسترخوان بھی سادگی کی عمدہ مثال تھا۔ لذیز اور پر تکلف کھانوں سے ہمیشہ اجتناب فرمایا اور سادہ غذائیں استعمال کیں۔ کھانے کے معاملے میں نبی ﷺ کی عادت تھی کہ جو حلال غذا سامنے رکھ دی جاتی اسے کھا لیتے اور اسے رد نہ کرتے اور نہ کچھ غیر موجود چیز کی طلب کرتے۔ البتہ اگر کوئی چیز پسند نہ ہوتی تو اسے نہ کھاتے اور کسی کھانے کے مزیدار نہ ہونے کی شکایت بھی نہ فرماتے۔ دسترخوان پر آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جو چیز سامنے رکھی ہوتی اس سے کھانا شروع کر دیتے، ادھر ادھر ہاتھ نہ بڑھاتے آپ ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے کہ دوسرے کے سامنے رکھے ہوئے کھانوں پر ہاتھ چلایا جائے۔ عموماً تھوڑی سی بھوک رکھ کر کھانا کھاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کی شان یہ ہے کہ وہ غذا کم کھایا کرتے ہیں۔ (بخاری)

بعض چیزوں میں سے آپ ﷺ کو زیادہ رغبت تھی ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ گائے، بھیڑ بکری، دنبہ، اونٹ، بڑے جانور، خرگوش مرغ اور مچھلی کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ دستی کا گوشت آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔

نبی کریم ﷺ کو ثرید بہت پسند تھا۔ اسے نہایت شوق سے کھاتے اور اس کی تعریف کرتے تھے اور دوسرے کھانوں پر اسے زیادہ فضیلت دیتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی کامل انسان ہوئی اور حضرت عائشہ ؓ کو عورتوں پر ایسی فضیلت و فوقیت ہے کہ جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر۔ (بخاری)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔ (بخاری)

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ شہد میں لوگوں کے شفا ہے، اسی لیے وہ زیادہ پسند تھا۔

نبی کریم ﷺ دودھ کو عموماً پسند فرماتے۔ آپ ﷺ کے پاس جب بھی دودھ کا تحفہ آتا تو آپ ﷺ اسے پی لیتے۔ (بخاری)

اب ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اتنا کھائیں جس سے زندگی کے دن آرام و آسائش سے گزر سکیں، جینے کے لیے کھانا چاہیے نہ کہ کھانے کے لیے جینا چاہیے۔

(امۃ الرقیب۔ سادوگورائیہ)

روتے مینار

میناروں کے آنسو بہہ رہے ہیں......صبح وشام......

تعجب ہے! کیا مینار بھی رویا کرتے ہیں......؟ جی ہاں! مینار بھی روتے ہیں...... اور عبادت خانے کراہتے ہیں...... اور مسجدیں نوحہ کرتی ہیں...... بلکہ آسمان و زمین روتے ہیں...... جب نیکی کرنے والے غائب ہوجائیں......وہ روتے ہیں جب نماز پڑھنے والوں کی نماز انہیں دکھائی نہ دے......خشوع کرنے والوں کا خشوع نظر نہ آئے......رونے والوں کا رونا انہیں سنائی نہ دے......سجدے کرنے والوں کے سجدے انہیں خلوص سے عاری آئیں اور وہ روتے ہیں جب انہیں مسجدوں کو ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنے والے دکھائی نہیں دیتے......ایسے حالات میں ان کے آنسو کون پونچھے گا......؟؟ اور ان کا غم کون دور کرے گا......؟

فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ○ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ (النور 37-36)

''ان گھروں میں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے، اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان میں صبح وشام۔ وہ مرد جنھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کوئی تجارت غافل کرتی ہے اور نہ کوئی خرید و فروخت، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔''

یہ نماز ہے......موحدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک...... محبین کی ارواح کی لذت...... نماز عبادت گزاروں کا باغ...... خشوع کرنے والوں کا پھل...... ان کے دلوں کا باغ...... ان کے نفوس کی لذت اور ان کے اعضائے بدن کے لیے باغ و بہار......اس میں نعمتوں کے اندر گھومتے ہیں......اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں......ایسی عبادت جسے اللہ نے بڑی عظمت والی بنایا...... اسے قائم کرنے والوں کو صاحب شرف ٹھہرایا...... یہ نبی ﷺ کی آخری وصیت ہے......اسلام کی ایسی چیز ہے جو سب سے آخر میں ختم ہوگی......اللہ مالک الملک کے سامنے سب سے پہلے نماز کے بارے سوال ہوگا......!

جی ہاں......نماز دین کا ستون ہے......نماز ایک تعلق اور ایک ملاقات ہے......یکسوئی کی ایک عبادت اور وفا ہے......زمین پر بندے اور آسمان پر رب رحمٰن کے درمیان......نماز ایک ایسا سرچشمہ ہے جس کا پانی کبھی زمین میں نہیں اترا......اور ایسا مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا...... بلکہ یہ خزانوں کی وہ چابی ہے کہ جسے مل جائے اس نے بھلائیاں سمیٹ لیں......نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے......!

عزیز قارئین کرام! نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ ﷺ بیمار تھے...... بیماری کی حالت میں جسم بے چین ہے...... سخت بخار ہے......نماز کا وقت ہوگیا......آپ ﷺ پر پانی بہایا گیا...... ہوش آئی......فرمایا: ''لوگوں نے نماز ادا کرلی؟''......نہیں! وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں...... اٹھنے لگے کہ بے ہوش ہوگئے...... پانی ڈالنے پر ہوش آئی......پھر فرمایا: ''کیا لوگوں نے نماز ادا کرلی؟''...... فرمایا: وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں......طبیعت زیادہ خراب ہونے کے باعث کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں......قریباً تین دن بعد اپنے جسم میں کچھ بہتری محسوس کی......عباس اور علی رضی اللہ عنہما کو بلایا...... سہارا لے کر مسجد کی طرف نکلے...... پاؤں زمین پر لکیریں کھینچ رہے ہیں...... لیکن نماز فوت نہیں ہوئی......!

آپ ﷺ کے بعد نیک لوگ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے!

سعید بن عبدالعزیز سے باجماعت نماز فوت ہو جاتی تو رو پڑتے......سعید بن مسیّب کے ایک دوست کہتے ہیں: چالیس سال ہوئے ہیں نماز کے لیے جب بھی اذان ہوتی تو سعید مسجد میں ہوتے......وکیع کہتے ہیں: اعمش کی عمر تقریباً ستر سال تھی ان سے کبھی تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی تھی...... سلیمان مقدسی جن کی عمر تقریباً نوے سال ان سے نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے: میں نے فرض نماز جماعت کے بنا دو مرتبہ پڑھی ہے اور مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں نے وہ نمازیں پڑھی ہی نہیں ہیں......حاتم اصم کہتے ہیں: میری باجماعت نماز فوت ہوگئی تو ابو اسحاق صرف اکیلے ہی میری تعزیت کے لیے آئے ہیں اگر میرا بیٹا فوت ہوجاتا تو دس ہزار سے بھی زیادہ لوگ میری تعزیت کے لیے آتے......ربیع بن خثیم جب ان کا جسم شل ہوچکا تھا......انہیں فالج تھا......دو آدمیوں کے سہارے اپنی قوم کی مسجد میں جاتے......ان کے ساتھی ان سے کہتے: اگر آپ گھر میں نماز پڑھ لیں۔ اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے...... کہنے لگے: بات اسی طرح ہے جیسے آپ کہتے ہیں......لیکن جب مؤذن اذان میں ''حی علی الصلاۃ'' حی علی الفلاح'' کہے تو مجھے اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے رینگ کر یا گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے...... اللہ کی قسم! ضرور آؤں گا......!

اللہ رے...... وہ کیسے بیمار تھے ......بلکہ واللہ! بیمار ہم ہیں!

(استفادہ: رموع المآذن)

(زبیر بن خالد مرجالوی)

سیرِ جہاں

کنڈلو جھیل

کنڈلو جھیل حسین وادی سوات کی وہ خوبصورت جھیل ہے جس کے اردگرد خوبصورتی اور دل لبھا دینے والی رعنائی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ حسین ترین جھیل اپنی لازوال خوب صورتی اور غیر معمولی سحر انگیزی کے باجود ابھی تک سیاحوں کی نظروں سے پوشیدہ چلی آ رہی ہے، حالانکہ یہ جھیل اپنی منفرد ہئیت اور قدرتی ماحول کے لحاظ سے اس قدر وسیع اور قدرت کی بے پناہ فیاضی سے لبریز ہے کہ ایک بار اگر اس کی خوبصورتی اور دلکشی آنکھوں میں بسا لی جائے تو اس کی دید کے لیے دل رہ رہ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ وادی سوات کی یہ خوبصورت ترین جھیل اتروڑ سے تین گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ کنڈلو جھیل تک پہنچنے کے لیے کالام سے اتروڑ کی حسین وادی تک 24 کلومیٹر فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔

اتروڑ کی سڑک میں داخل ہوتے ہی انسان ایک نئی دنیا سے آشنا ہو جاتا ہے۔ کنڈلو جھیل اور سپین خوڑ جھیل سے نکلی ہوئی تیز ندی بلند و بالا برف پوش پہاڑ، چاروں طرف پھیلے ہوئے گھنے جنگلات، راستے میں جگہ جگہ دیودار کی قیمتی لکڑی سے بنے ہوئے خوبصورت مکانات اور مختلف مقامات پر ندی کے اوپر بنائے لکڑی اور رسیوں کے پل انسان کو قدرتی مناظر اور اچھوتی خوبصورتی کی ایک نئی اور حیرت انگیز دنیا سے آشنا کرتے ہیں۔ اس سڑک میں داخل ہو کر آگے بڑھتے ہوئے نئے نئے دل ربا اور سرور افزا مناظر کی نئی نئی شکلیں وا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بلا مبالغہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے انسان جنت کے کسی حسین گوشے میں داخل ہو گیا ہے۔ آگے بڑھتے ہوئے انسان خود کو فضا میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ قدرت نے یہاں کے مناظر تخلیق کرتے ہوئے خصوصی فیاضی سے کام لیا ہے اور اس علاقے کو حسن و جمال کی دولت دل کھول کر دی ہے۔

بڑی بڑی چٹانوں سے ٹکراتی ہوئی ندی نصف گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ ندی کا جھاگ اڑاتا سفید و نیلگوں پانی دل میں ایک نئی امنگ پیدا کرتا ہے اور اس سے نکلنے والی پھوار عجب سرخوشی کا باعث بنتی ہے۔ یہ خوبصورت ریسٹ ہاؤس ''گائل'' میں واقع ہے جس کے ساتھ ہی ندی کا صاف و شفاف پانی بہتا ہے۔

ریسٹ ہاؤس کے چاروں طرف جنگلات سے ڈھکے ہوئے بلند و بالا پہاڑ ہیں جن کے درمیان واقع ریسٹ ہاؤس کسی حسین نگینے کی مانند جڑا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

یہ جھیل اپنے تمام تر حسن اور بے پناہ خوبصورتی کے ساتھ پہاڑوں کے دامن میں جلوہ آراء ہے۔ چاروں طرف برف سے ڈھکی چوٹیوں کے پس منظر میں، اوپر نیلگوں آسمان اور نیچے ایک بڑے پیالے کی مانند کنڈلو جھیل کے چاندی جیسے شفاف پانی میں آسمان، برف پوش چوٹیوں اور جھیل کے کنارے واقع بلند درختوں کا عکس جھلملاتا نظر آئے گا۔ یہاں پر آ کر آپ کو گمان ہوگا کہ آپ کسی خواب و خیال کی سرزمین اور کسی حیرت افزا دیس میں جا پہنچے ہیں۔ جھیل کے اطراف میں پھیلے ہوئے حسین مناظر، پہاڑوں پر چمکتی ہوئی برف، سرسبز چراگاہیں، صحت بخش آب و ہوا جسم و جاں کو ایک عجیب تازگی کا احساس دلاتی ہے۔ یہ سہانی جھیل قریباً ڈیڑھ کلومیٹر لمبی اور ایک کلومیٹر چوڑی ہے اور محتاط اندازے کے مطابق اس کی گہرائی سو فٹ سے زیادہ ہے۔ جھیل تک پانی ایک ندی کی صورت میں آتا ہے۔ تاہم یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس جھیل کا پانی صرف اس چھوٹی سی ندی کا مرہون منت نہ ہو بلکہ اس کے اندر گہرائی میں بھی بہت سے چشمے پھوٹ رہے ہوں جن کا پانی جمع ہو کر اس جھیل کو وجود میں لانے کا باعث بنا ہو۔ اس جھیل کی حیرت انگیز خصوصیت یہ ہے کہ بظاہر پانی اس سے کسی سمت جاتا ہوا محسوس نہیں ہوتا بلکہ اس سے بہت دور پہاڑوں کے دامن میں چشمے کی مانند پھوٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کنڈلو جھیل مکمل طور پر ایک پیالے کی مانند نظر آتی ہے۔

کنڈلو کا لفظ دراصل پشتو زبان کے لفظ کنڈولے سے نکلا ہے جس کے معنی ''جام'' کے ہیں۔ چونکہ یہ جھیل قدرتی طور پر قریباً گولائی کی صورت میں واقع ہے اور ایک بڑے جام کی شکل میں ہے۔ اس لیے اس مقامی زبان میں یہ کنڈلو جھیل یعنی جام والی جھیل کے نام سے مشہور ہے۔ اس نام کی ایک توجیہہ یہ بھی کی جاتی ہے جب چودھویں کے چاند کا عکس اس پر پڑتا ہے تو اس میں ایک سنہرے جام کی مانند دکھائی دیتا ہے اس لیے اس جھیل کو کنڈلو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(عظیم اسلم۔ پتوکی)

گلدستۂ روضہ

اللہ اکبر

غلغلہ چار سو نعرۂ تکبیر کا

غلغلہ چار سو نعرۂ تکبیر کا
جرأت فاروق رضی اللہ عنہ وحید رضی اللہ عنہ حوصلہ شبیر کا
جاگ اٹھا ہے مسلمان وادیٔ کشمیر کا
موت کا کچھ خوف ہے دل میں نہ دار وگیر کا
یا شہادت پائیں گے یا ہوں گے اب ہم فتح یاب
لائیں گے کشمیر میں اسلام کا ہم انقلاب
سرفروشی کے لیے تیار ہیں پیرو جواں
رائفل اک ہاتھ میں ہے دوسرے میں ہے قرآن
نغمہ توحید لب پر عزم چہروں سے عیاں
پھر سے دہرانے کو ہیں بدر وحنین کی داستاں
ظالموں کا عنقریب آنے کو ہے یوم حساب
لائیں گے کشمیر میں اسلام کا ہم انقلاب
امن کا پرچار تو کرتے ہیں ظالم صبح و شام
روز ہوتا ہے مسلمانوں کا لیکن قتل عام
ہے چھری ان کی بغل میں اور منہ میں رام رام
بھارتی سرکار کے چہرے سے اترا ہے نقاب
لائیں گے کشمیر میں اسلام کا ہم انقلاب
کیفر کردار کو پہنچیں گے ملت کے غدار
وہ سحر آئے گی جس کا کر رہے ہیں انتظار
ہوں گے پھر اسلام کی برکات سے ہم فیضیاب
لائیں گے ہم کشمیر میں اسلام کا پھر انقلاب

(ضیاء الرحمٰن۔آزاد کشمیر)

السلام علیکم

سلام کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے۔ لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر گزرتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے اور وہ اس کو جواب دیتے ہیں تو ان کو سلام یاد دلانے کی وجہ سے سلام کرنے والے کو اس قوم پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جواب نہیں دیتے تو فرشتے جو انسانوں سے بہتر ہیں سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (مسند البزاز، طبرانی)

(محمد حسن طلال۔چیچہ وطنی)

کس لیے!

کس لیے درد میں یہ آہ و فغاں
عرش والے کو پکارو تو سہی اے ناداں
رب کی نصرت سے فرشتے بھی اتر سکتے ہیں
ہر مسلمان کے اگر ہاتھ میں ہو تیرو سناں
کیوں مکاری وعیاری میں بڑھا جاتا ہے
دین کی دعوت میں صرف کر اپنا یہ زور بیاں
ہاتھ خالی ہی لوٹا دے اس کے شایاں نہیں
وہ تو عالی ہے صفت میں وہ رحیم و رحمٰن
چند لمحے جو میسر ہیں بے کار نہ جان
تیری منزل ہے قبر سن غافل انسان
سر پہ ہو کفن تو جینے کا ہے لطف الگ
جو ملے مرگ شہادت سے مزہ اور کہاں
ہم میں طاقت ہے کہاں عصیاں سے کنارہ کرلیں
بس اللہ تیری امان، اے اللہ تیری امان

(حافظ تحسین ارشد۔چک نمبر 156ر ب)

الحدیث النبوی

کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے متعلق جو اسلام کا دعوے دار تھا، فرمایا کہ جہنمی ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو اس آدمی نے جنگ میں بھرپور حصہ لیا اور بھرپور اور زبردست حملے کیے۔ اسے گہرے زخم لگے۔ باتیں ہونے لگیں کہ جس آدمی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اس نے تو آج سخت لڑائی لڑی اور وہ مر گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جہنم کی طرف چلا گیا۔'' قریب تھا کہ کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے متعلق شک و شبے میں مبتلا ہو جائیں کہ اطلاع آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن اسے سخت گہرے زخم آئے ہیں۔ جب رات آئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اس نے خودکشی کرلی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا کلمہ بلند کیا اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔ پھر

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اعلان کریں کہ جنت میں مسلمان کی علاوہ کوئی نہیں داخل ہوگا۔

(بخاری:3062)

(اسرار احمد۔نوری والا)

مال

زیادہ مال جمع کرنے والا شخص یہ بھول جاتا ہے کہ اس کی تجوریوں میں پڑا مال یا اس کے نام کی جائیداد حقیقت میں اس کی نہیں ہے۔ درحقیقت اس کا تو بس وہی ہے جو اپنی زندگی میں اپنی ذات پر خرچ کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ تیرے مال میں سے تجھے کچھ نہیں ملتا۔ مگر صرف اتنا کہ جتنا تو نے کھالیا ہضم کرلیا پہنا اور بوسیدہ کرلیا اور خیرات دے کر آخرت کے لیے ذخیرہ کرلیا۔ (مسلم)

(محمد عدنان۔فیصل آباد)

قدم اٹھاؤ ذرا سوچو!

☆ جانا ہے تو جہاد پر جاؤ۔
☆ آنا ہے تو غازی بن کر آؤ۔
☆ جینا ہے تو مجاہد بن کر جیو۔
☆ مرنا ہے تو شہید ہو کر مرو۔
☆ خرچ کرو تو غلبہ اسلام کی خاطر۔
☆ ڈاکٹر بننا ہو تو زخمی مجاہدین کے خدمت کے لیے۔
☆ انجنیئر بننا ہے تو جہادی مفادات کے لیے۔

(ابوسفیان سلیم۔جوڑا)

غیبت

غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ہم گوشت کیسے کھاتے ہیں؟ پہلے جانور ذبح کرتے ہیں۔ پھر اس کی کھال اتارتے ہیں۔ اس کے ٹکڑے کرتے ہیں اور اس کی بوٹیاں بنائی جاتی ہیں ہنڈیا میں پکایا جاتا ہے یا انگاروں پر روسٹ کر کے کھایا جاتا ہے۔

کون اپنے بھائی کے لیے یہ انداز پسند کرسکتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم اپنے بھائی کی غیبت کر کے اس جرم کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔

اس لیے حکم ہوا ہے:

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً

''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''

اس لیے اپنی مجالس میں ہمیں ایسی گفتگو کرنی چاہیے جس سے اخوت اور محبت میں اضافہ ہو...... دشمنیاں اور عداوتیں ختم ہوں...... ناراض بھائیوں میں صلح کی منزل قریب آئے......صلہ رحمی کے جذبات کی آبیاری ہو...... رحماء بینھم...... کی فضا قائم ہو...... اشداء علی الکفار...... کے لیے زمین ہموار کی جاسکے تاکہ اسلام کا بول بالا ہوا اور دشمن کا منہ کالا ہو۔

(ابوساریہ۔منڈی بہاؤالدین)

خلیفہ کی ذہانت

خلیفہ ہارون الرشید دربار خلافت میں اپنے وزراء، امراء اور علماء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ایک عورت داخل ہوئی اور کہنے لگی: امیر المومنین! میرے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے مجھے انصاف فراہم کریں۔ خلیفہ نے پوچھا: بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ظلم ہوا ہے؟ وہ کہنے لگی: میرے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس نے ترکے میں 600 دینار چھوڑے ہیں۔ اس میں سے مجھے محض ایک دینار ملا ہے۔ اب بتایئے 600 دینار ورثے میں سے بہن کو صرف ایک دینار ملا ہے یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

مامون الرشید نے چند لمحے غور کیا اور کہنے لگا: بی بی! تجھے تیرا حق مل گیا ہے۔ تمہارے حق میں ایک دینار ہی آتا ہے۔ سنو تمہارے بھائی نے ایک بہن جو تم ہو، دو بیٹیاں، ماں بیوی اور بارہ بھائی چھوڑے ہیں۔

عورت بولی: بلاشبہ آپ نے درست کہا ہے۔

مامون الرشید نے کہا: اب سنو اس کی تقسیم کیسے ہے؟

دو بیٹیوں کی وراثت کا حصہ دو ثلث یعنی چار سو دینار ہوا جو بیٹیوں کو ملا۔ ماں کا چھٹا حصہ یعنی 100 دینار ملے۔ بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی 75 دینار ملے۔ اب باقی 25 دینار بچتے ہیں۔ 12 بھائیوں کو 2,2 دینار ملے۔ اس طرح تمام کو 24 دینار دینے کے بعد ایک دینار بچتا ہے۔ جو تمہیں وراثت میں ملا ہے۔

یہ جواب سن کر حاضرین مجلس مامون کی ذہانت وفطانت پر دنگ رہ گئے۔

(حافظ آمنہ۔خانیوال)

پہلوان کون....؟

عبدالرحمٰن

پہلے اس نے مجھے مارا تھا...... عمر نے بڑی ڈھٹائی سے کہا:

نہیں! پہلے اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر مجھے مارا تھا...... ذیشان جو تھوڑا ڈرا ہوا تھا...... گھبرائے ہوئے انداز میں بولا۔

دونوں کی تو تکار جاری تھی کہ دونوں کے ماں باپ نے بچوں کو سمجھایا اور اپنے اپنے گھروں کو چل دیے۔

عمر اور ذیشان دونوں ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے اور ایک ہی مسجد میں قرآن مجید پڑھنے جاتے تھے۔ ان دونوں کی آئے دن لڑائی رہتی تھی اور بظاہر کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی۔ ذیشان اکیلا ہوتا تھا اور اکثر اس نے مار کھائی ہوئی ہوتی تھی جبکہ عمر کے ساتھ اس اس کے دوست بھی ہوتے تھے۔ اس لیے وہ زیادہ تر جان بوجھ کر معصوم بننے کی کوشش میں رہتے تھے۔ ان کی روز روز کی لڑائیوں سے ان کے والدین تنگ آ چکے تھے اور وہ کسی بھی صورت میں یہ لڑائیاں ختم کروانا چاہتے تھے لیکن ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو رہی تھی۔ اب تو ان لڑائیوں کی وجہ سے نوبت یہاں تک آن پہنچی تھی کہ ایک دفعہ جب لڑائی ہوئی تو ذیشان روتے ہوئے گھر آیا...... رات کا وقت تھا اور ذیشان کے ابو گھر میں تھے۔ جب انہوں نے پوچھا تو جواب ملا کہ عمر نے دوستوں کے ساتھ مل کر مارا ہے۔ یہ سب سن کر وہ غصے میں آ گئے اور فوراً عمر کے گھر جا پہنچے۔ عمر کے والد باہر آئے تو ان سے گلہ کیا کہ آج پھر آپ کے بیٹے نے میرے بیٹے کو مارا ہے۔ آخر وہ چاہتا کیا ہے......؟

یہ سن کر عمر کے والد بھی غصے میں آ گئے اور بولے آپ کا بیٹا بھی اتنا معصوم نہیں ہے ضرور اس نے پہلے کچھ کیا ہوگا۔ تبھی تو عمر نے اس کو مارا ہے...... بات بڑھتی بڑھتی تو تو میں میں تک پہنچ گئی۔ چند محلے والوں نے مل کر جلدی سے صلح کروا دی اور ایک لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔

ذیشان جس نے اب مار کھائی تھی وہ مسلسل اس سوچ میں تھا کہ کس طرح عمر سے انتقام لوں...... عمر اس سے طاقتور تھا، لیکن وہ اپنے آپ کو طاقتور ثابت کرنا چاہتا تھا...... جبکہ دوسری طرف عمر کو اس کے والد نے سزا دی تھی اور پھر اسے ذیشان پر غصہ آ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے اسے کو سزا ملی تھی۔ اس لیے اب وہ بھی موقع کی تلاش میں تھا۔

☆......☆......☆

اتوار کا دن تھا اور تمام بچے گراؤنڈ میں کھیل رہے تھے۔ ذیشان کو ابھی تک کوئی موقع نہیں ملا تھا...... جبکہ عمر کے چہرے پر آج عجیب سی مسکراہٹ تھی...... کھیل جاری تھا۔

☆......☆......☆

شام کا وقت ہوا...... اندھیرا چھانے لگا...... ہر کوئی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا...... ذیشان نے بھی اپنی سائیکل سنبھالی اور گھر کی طرف چل دیا...... چونکہ اندھیرا ہو رہا تھا اس لیے اس نے تیز تیز سائیکل چلانا شروع کر دی تاکہ مغرب سے پہلے گھر پہنچ جائے اور قریبی مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکے...... ایک نسبتاً ویران گلی سے گزرتے ہوئے جب اس نے سائیکل تھوڑی اور تیز کی تو اچانک اس کی سائیکل کسی باریک تار سے ٹکرائی اور وہ سائیکل اس کے قابو میں نہ رہی...... اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ سنبھل نہ سکا اور زمین پر گر گیا...... گرتے ہی اس کے سر میں کوئی چیز لگی اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

☆......☆......☆

عمر گھر پہنچا تو اس ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا اور چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ عمر! کیا ہوا ہے......؟ کچھ نہیں...... کچھ نہیں......!

تمہیں اتنا پسینہ کیوں آ رہا ہے اور چہرے پر گھبراہٹ کیوں ہے......؟

نہیں! وہ تو سائیکل تیز چلانے کی وجہ سے ہے اور کچھ بھی نہیں......!

اس نے خود کو طاقتور ثابت کرنے کے لئے جو کیا تھا اس پر اسے بے حد ندامت ہو رہی تھی۔ عمر کے ذہن میں بہت سے مناظر تھے اور وہ ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن وہ کامیاب نہ ہو رہا تھا...... اس نے مغرب کی نماز ادا کی اور دیر تک دعا مانگتا رہا......!

☆......☆......☆

ذیشان کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہ ہسپتال میں ہے اور اس کے والدین اردگرد کھڑے ہیں۔ جیسے ہی اسے ہوش آیا...... سب نے اسے پوچھنا شروع کر دیا کہ کیا ہوا تھا؟

کیا ہوا تھا......؟؟ پتا نہیں......!

میں تو سائیکل چلا رہا تھا کہ اچانک آگے کوئی تار آ گئی اور میں گر پڑا......

ذیشان کو بے ہوشی کے بعد گلی والوں نے ہسپتال پہنچایا اور اس کے گھر والوں کو اطلاع کر دی۔ اس کے سر میں چوٹ لگی تھی لیکن وہ زیادہ گہری نہ تھی اس لیے وہ تھوڑی دیر بعد ہوش میں آ گیا تھا۔

☆......☆......☆

عمر نے اس روز بدلہ لینے کے لیے عجیب حرکت کی۔ اس کو وہ جانتا تھا کہ ذیشان کس راستہ سے گھر جاتا ہے اس لیے اس نے ایک ویران گلی میں ذیشان کے پہنچنے سے پہلے ایک باریک تار جس کا انتظام اس نے پہلے ہی کر رکھا تھا وہ باندھ دی۔ خود وہ دوستوں کے ساتھ چھپ کر بیٹھ گیا۔ ذیشان وہاں سے جب گزرا تو اس تار کے ساتھ ٹکرا کر گر گیا۔ اس نے تو یہ اپنی سزا کا بدلہ لینے کے لیے کیا تھا لیکن ذیشان کی بے ہوشی کے

بعد حواس باختہ ہوگیا اور جلدی سے گھر بھاگ گیا......

وہ اب اپنی اس حرکت پر بہت نادم اور پریشان تھا۔ اس نے اس دن مغرب کی نماز کے بعد اللہ سے رو رو کر معافی مانگی تھی لیکن اس کے ابا نے اسے بتایا تھا کہ کسی شخص کے ساتھ کوئی جرم کیا جائے تو اسی شخص سے معافی مانگنا پڑتی ہے۔ لہٰذا اب ہر وقت سوچتا تھا کہ کیسے ذیشان سے معافی مانگے......!!

ایک دن بالآخر عمر نے ہمت کی اور ذیشان کے گھر کی طرف چل دیا...... اس کے دل میں بہت وسوسے تھے کہ ذیشان کے ابا اس کو ڈانٹیں گے...... اسے گھر سے بھی مار پڑے گی...... لیکن اسے یہ بھی پتہ تھا کہ آج تھوڑی سی سزا کی خیر ہے لیکن اگر ذیشان سے معافی نہ مانگی تو قیامت کے دن بہت زیادہ سزا بھگتنا پڑے گی۔ اس لیے وہ ذیشان کے گھر گیا اور بیل بجادی......

اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا اور پسینہ بھی بہت زیادہ آرہا تھا...... دروازہ کھلا اور ذیشان گھر سے باہر نکلا...... وہ عمر کو اپنے دروازے پر دیکھ کر حیران تھا...... وہ کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ عمر اچانک بول پڑا...... ذیشان بھائی! مجھے معاف کردو......! میں نے اس دن آپ کو سائیکل سے گرایا تھا۔ راستے میں وہ تار میں نے لگائی تھی...... عمر بغیر کچھ سوچے بولتا جارہا تھا جبکہ دوسری طرف ذیشان بہت حیران تھا اور اسے بہت زیادہ غصہ بھی آرہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج وہ ثابت کرے گا کہ وہ حقیقی معنوں میں طاقتور ہے۔ وہ پرانے سارے بدلے گن رہا تھا جو اسے چکانے تھے۔ آج اسے خوشی ہورہی تھی لیکن اچانک اس کے ذہن میں نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث گونجی کہ ''پہلوان وہ نہیں جو مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو بدلے کی طاقت رکھنے کے باوجود مقابل کو معاف کردے۔''

اس کے ذہن میں دو قسم کے فیصلے چل رہے تھے۔

ایک یہ کہ وہ آج سارے پرانے بدلے چکا لے......

لیکن حدیث رسول ﷺ اسے ایسا کرنے سے روک رہی تھی۔ آج سارے پرانے بدلے نہ چکانے کی صورت میں نبی ﷺ کی سچی زبان سے حقیقی پہلوان یعنی طاقتور ہونے کا اعزاز حاصل کرسکتا تھا۔

سو اس نے اپنے آپ کو طاقتور اور پہلوان ثابت کرنے کے لیے عمر کو معاف کردیا۔ یوں اس کی دیرینہ خواہش پوری ہوگئی کہ وہ ثابت کرسکے کہ وہ عمر سے زیادہ طاقتور ہے۔

☆......☆......☆

پیارے بچو! آپ بھی بہت سی لڑائیاں کرتے ہوں گے اور ان میں کبھی کوئی زیادتی کرتا ہے اور کبھی کوئی...... لیکن یاد رکھیں کہ جو معاف کردے اور صلح کرنے میں پہل کرے، اس کے لیے بہت زیادہ اجر ہے اس کے علاوہ طاقت ہونے کے باوجود معاف کرنے والا ہی اصل پہلوان کہلاتا ہے۔ یہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی حدیث ہے سو جو سب سے زیادہ طاقتور بننا چاہتا ہے وہ اس حدیث پر عمل کرے اور اپنی طاقت کو کفار کے لیے سنبھال کر رکھے۔ آخر کل آپ نے بڑے ہونا ہے اور اپنی اس طاقت کی مدد سے کفار کی ٹھکائی بھی کرنی ہے۔ ان شاء اللہ

رپورٹ المحمدیہ روضہ سوسائٹی شجاع آباد

شجاع آباد کے بچوں میں وطن کے دفاع کا شعور اجاگر کرنے کے لئے ہم نے یہ طے کیا کہ ہم شجاع آباد میں تقریری مقابلہ کروائیں گے ۔

تقریری مقابلے کی تیاری زور وشور سے شروع کردی گئی اور تاریخ 13 ستمبر طے کی گئی۔

جس دن پروگرام شروع ہونا تھا صبح 9 بجے وقت مقررہ پر تقریری مقابلے کا آغاز ہوا۔ جس میں مہمان خصوصی روضۃ الاطفال کے ایڈیٹر عبدالرحمٰن بھائی اور فہد بھائی مسئول المحمدیہ روضہ سوسائٹی ملتان نے جج کی حیثیت سے شرکت کی اور پروگرام کے آغاز میں شرکت کرنے والے طلباء وطالبات کو مقابلے کے حوالے سے ضروری ہدایات فراہم کی گئیں۔ مقابلے کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت حافظ عمیر بھائی المحمدیہ سٹوڈنٹس کے مسئول نے کی۔ نظم کے لئے عبدالقدوس بھائی کو دعوت دی گئی۔ اس کے بعد مختلف سکولوں سے آئے ہوئے بچوں نے پُرجوش انداز میں تقاریر کیں اور یہ ظاہر کیا کہ ہم ملک وقوم کے دفاع کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ان شاءاللہ

بچوں کی ان تقاریر کو سننے سے یہ یقین ہو چلا تھا کہ اس وطن کے محافظ ابھی زندہ ہیں اور کسی دشمن کو ان کی موجودگی میں ہرگز وطن عزیز کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ ہوگی۔

اس تقریری مقابلے میں پہلی پوزیشن شاہین ماڈل سکول کی طالبہ سارہ سعید اور دوسری پوزیشن ہل کرسٹ ہال گرائمر سکول کی طالبہ صباحت اور تیسری پوزیشن زکریا ہائیر سکول کی طالبہ ہما لودھی نے حاصل کی۔

پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے جنہیں وصول کرنے کے بعد بچے بے حد خوش تھے۔ پوزیشن ہولڈرز کے علاوہ تقریری مقابلے میں حصہ لینے والے بچوں کو ان کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی چھوٹے انعامات دیئے گئے۔ عبدالرحمٰن بھائی نے کچھ اچھی نصیحتیں کیں اور المحمدیہ روضہ سوسائٹی کا تعارف کروایا۔ سکولوں میں کوئز پروگرام کے ذریعے بچوں کو دین کی دعوت دینے کا عہد کیا گیا۔

آخر میں دعا ہوئی اور دعا کے بعد بچوں کے لئے خاطر تواضع کا اہتمام بھی کیا اور آئندہ آنے والے دنوں میں اس کام کو جاری رکھنے کا عہد لیا اور یوں یہ تقریب بخوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔

المحمدیہ روضۃ سوسائٹی پاکستان

رپورٹ تقریری مقابلہ
المحمدیہ روضہ سوسائٹی بہاولنگر

نیو سلائم ہائیر سیکنڈری سکول میں ''یوم دفاع'' کے حوالے سے تقریری مقابلے کی منصوبہ بندی کے بعد تیاریاں شروع ہوئیں۔ زبردست تشہیری مہم چلائی گئی۔ سکولوں کے سربراہان سے رابطے کیے اور انہیں شرکت کی دعوت دی گئی۔ آخر مقررہ دن (5 ستمبر) آ گیا۔ سلائم سکول کو خوبصورت سجایا گیا۔ تقریری مقابلے میں حصہ لینے والے بچے وقت سے پہلے ہی آنا شروع ہوگئے۔ تمام بچے بہت پرجوش تھے۔ 14 بچوں نے اس مقابلے میں حصہ لیا تھا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض سنان بھائی سے سنبھالے اور ننھے مقرر باری باری سٹیج پر آکر مکار ہندو بنیے کو للکارنے لگے۔ دفاع پاکستان جیسے اہم موضوع پر ننھے بچوں کا اس طرح بولنا دلوں کو گرما رہا تھا۔ مقابلے کے بعد جج صاحبان (عبداللہ چشتی صاحب اور پروفیسر یونس ساجد صاحب) نے پوزیشن ہولڈر طلباء کو انعامات دیے۔ ایلیمنٹری سکول کوٹ فتح محمد کے طالبعلم محمد ظفر نے تیسری پوزیشن حاصل کی اور 200 روپے نقد انعام اور کتب کے حقدار ٹھہرے۔ دوسری پوزیشن فوجی فاؤنڈیشن سکول کے طالبعلم معین اختر نے حاصل کی، انہیں 300 روپے اور کتب انعام میں دی گئیں۔ اول انعام حافظ امجد نے حاصل کیا جنہیں سیرۃ النبی ﷺ پر عالمی ایوارڈ یافتہ کتاب الرحیق المختوم اور 500 روپے کے نقد انعام دیے گئے۔ اس کے علاوہ مقابلے کے تمام شرکاء کو اعزازی انعامات دیے گئے۔ آخر میں پروفیسر یونس ساجد صاحب نے دفاع پاکستان کے موضوع پر بچوں سے خطاب کیا۔ تمام شرکاء کی ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی۔ اس طرح یہ تقریری مقابلہ اللہ کے فضل سے کامیاب ہوا۔

(سیف اللہ معاذ۔ بہاولنگر)

آداب سلام

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب دو مومن آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ خزاں رسیدہ درخت کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔(طبرانی)

اسلام محبت و اخوت کا دین ہے...... الفت و یگانگت کا دین ہے...... ہر اس اصول کی پاسداری سکھاتا ہے جس سے باہمی محبت بڑھے......!

صحابہ کرام کا یہ عمل تھا کہ آپس میں سلام کرتے تو مصافحہ کرتے اور سفر سے واپسی پر معانقہ (گلے ملنا) کیا کرتے تھے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے چہیتے صحابی تھے، ایک دفعہ مدینہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (ترمذی)

پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے لوگوں کو تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو اور چھوٹے بڑوں کو سلام میں پہل کریں......(بخاری)

محبتیں بانٹیں اور حاصل کریں۔ اپنے مسلمان بہن بھائیوں کو دعا سے محروم نہ کریں اور خود بھی محروم نہ رہیں!

سلامتی والے کلمات کہتے کہتے ہم نے جنت کے بالا خانوں میں یہی صدائیں سننے کا سامان پیدا کرنا ہے۔ان شاءاللہ

اس مضمون سے جو سبق اخذ ہوا وہ یہ کہ:

☆سلام کا مکمل اور خوش دلی سے جواب دینا ہے۔

☆ہر واقف، ناواقف مسلمان کو سلام کہنا ہے۔

☆ان کلمات کی کثرت سے ادائیگی اور محبتوں کو عام کرنا ہے۔

☆اپنے بڑوں کو سلام کہنا ہے۔

☆ گھر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے گھر والوں کو سلام کہنا ہے۔

☆کسی کے گھر جا کر پہلے اجازت لینی اور پھر سلام کرنا ہے۔

☆مغربی تہذیب کے اثرات کو مٹانا اور بے ہودہ الفاظ سے اجتناب کرنا ہے۔ صرف وہی خوب صورت لفظ زبان سے ادا کرنے میں جو دین فطرت نے ہمیں سکھلائے ہیں۔

☆ اپنے دوستوں کو بھی سلام کی اہمیت سے آگاہ کرنا اور یہ سرگرمی اپنانے کی دعوت دینی ہے۔ کہ آئیے مل کر دعا پھیلائیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی سے جتنی بار ملاقات ہو نئے سرے سے سلام کہنا ہے۔

ننھے ساتھیو! اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو...... اپنے دین کی محبتیں، تعلیمات پر عمل اور اپنی رضا کا حقدار بنا دے۔(آمین)

(جویریہ بتول۔چکوال)

حل پزل شمارہ نمبر151

1	5	19	9	15
24	3	17	6	21
18	4	23	22	25
7	8	11	2	20
16	10	13	14	12

پزل گیم

نیچے دی گئی تصویر کے تمام حصوں کو کاٹ کر علیحدہ کرلیں اور دی ہوئی تصویر کے مطابق مکمل کر کے اس کے نمبرز کی ترتیب ہمیں ارسال کریں۔

درست ترتیب ارسال کرنے والوں میں قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔

قطب مینار

ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں واقع ہے۔ اس کی تعمیر قطب الدین ایبک کے زیر اہتمام 1193ء میں شروع ہوئی۔ اس کی اونچائی 72.5 میٹر اور اس کے اندر 379 سیڑھیاں ہیں۔

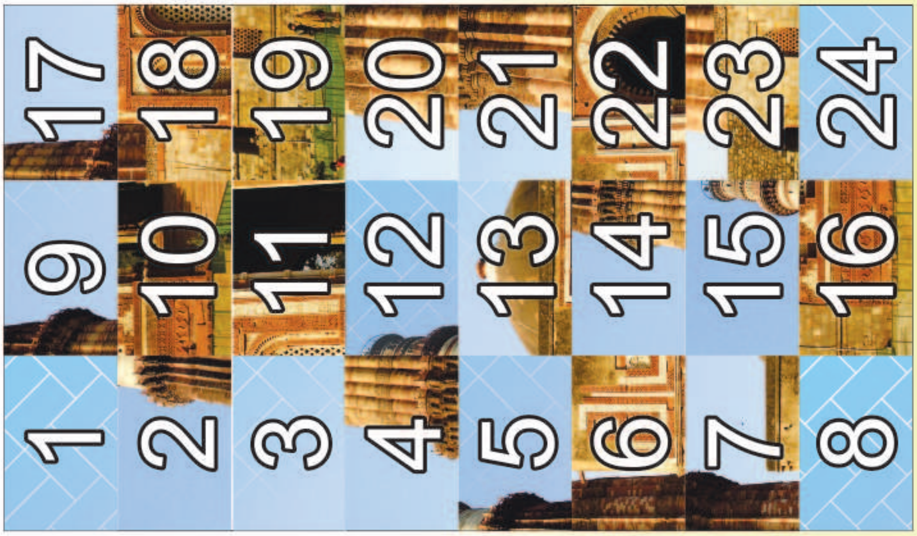

پزل 151 جیتنے والوں کے نام

اول محمد ایاز علی۔ تحصیل و ضلع گجرات

دوم نورین سلیم۔ تحصیل بورے والا ضلع وہاڑی

سوم سفیر احمد رضا۔ محلہ ڈھکی لعل شاہ پشاور

حقیقی شہزادی

تاریخ نے فرعون کی خادمہ کا عمل محفوظ رکھا ہے۔ یہ انتہائی نیک خاتون تھیں جو اپنے شوہر کے ساتھ مملکت فرعون میں رہتی تھیں۔ اس کے شوہر کا شمار فرعون کے مصاحبوں میں ہوتا تھا۔ خود وہ فرعون کی بیٹیوں کی خادمہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں میاں بیوی پر احسان کرتے ہوئے انہیں ایمان کی بے پناہ دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ فرعون کو اپنے مصاحب شوہر مشاطہ کے ایمان کی خبر ہوگئی اور فرعون نے اسے سفاکی سے قتل کر دیا۔ مشاطہ بے چاری بدستور فرعون کے ہاں آتی اور اپنے ننھے منے بچوں کا پیٹ پالتی رہی۔

ایک روز مشاطہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی۔ اسی دوران کنگھی اس کے ہاتھ سے پھسل کر زمین پر جا گری۔ مشاطہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا: بسم اللہ! فرعون کی بیٹی بولی: اللہ! یعنی میرے والد؟

مشاطہ نے قدرے بے سختی سے آواز بلند کرتے ہوئے کہا: ''ہرگز نہیں، وہ اللہ جو میرا، تیرا اور تمہارے والد کا رب ہے۔''

فرعون کی بیٹی کو حیرت ہوئی کہ میرے والد کے علاوہ بھی کوئی ہستی ہے جسکی عبادت کی جاتی ہے۔ اس نے اپنے والد فرعون کو بتلایا تو اسے بھی انتہائی تعجب ہوا کہ کیا اس محل میں میرے سوا بھی کسی کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس نے مشاطہ کو بلا بھیجا:

کون ہے تمہارا رب؟ فرعون نے گرج کر پوچھا:

فرعون نے مشاطہ کو حکم دیا کہ اپنا دین چھوڑ دے۔ وہ نہ مانی تو سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے لے جاؤ اور قید خانے میں ڈال کر اذیتیں دو۔ مشاطہ اس پر بھی ثابت قدم رہیں۔ آخر فرعون کے حکم سے تانبے کی ایک بڑی ہانڈی میں تیل گرم کیا گیا۔ ہانڈی خوب جوش مارنے لگی تو فرعون نے سپاہیوں سے کہا کہ مشاطہ کو ہانڈی کے روبرو لایا جائے۔ مشاطہ نے کھولتے ہوئے تیل کی صورت میں عذاب کا منظر دیکھا تو دل میں کہا: کوئی پرواہ نہیں! زیادہ سے زیادہ جان ہی چلی جائے گی اس سے اوپر کیا ہوگا۔

فرعون کی مشاطہ کی بے خوفی کا ادراک ہوا۔ اس بے رحم نے سوچا کہ اسے اس کے پانچوں یتیم بچے اپنی جان سے زیادہ پیارے ہیں۔ کیوں نہ ان کے ذریعے سے مشاطہ کے عذاب اور دردناکی میں اضافہ کیا جائے۔ اس نے پانچوں معصوم بچوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ بے خبر گول مٹول آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ ماں کو دیکھتے ہی اس سے چمٹ گئے اور رونے لگے۔ دکھیاری ماں بھی ان کے انجام کو سوچ کر رونے لگی اور اپنے جگر گوشوں کو بے اختیار چومنے لگی۔ ننھے کو اس نے چوم کر سینے سے لگا لیا۔ سپاہیوں نے فرعون کے حکم سے بڑے بچے کو اٹھایا اور کھولتے ہوئے تیل کی طرف چل پڑے۔ بچہ چیختا چلاتا اپنی ماں کو پکارتا اور سپاہیوں کی گرفت سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا رہا اس دوران سنگدل سپاہی اسے اپنے کھردرے ہاتھوں کی پے درپے ضربوں کا نشانہ بناتے رہے۔ رنج وعلم کے مارے نڈھال ماں اسے الوداعی نظروں سے دیکھتی رہی۔ یکا یک سپاہیوں نے بچے کو ہانڈی میں اچھال دیا۔ چھوٹے بھائیوں نے اس بھیانک منظر کی تاب نہ لاتے ہوئے ننھی منی ہتھیلیوں سے آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔ جوش مارتے تیل نے آن کی آن میں اس معصوم کے کمزور جسم کو نگل لیا۔ ننھی ننھی سفید ہڈیاں جوش مارتے تیل کی سطح پر نمودار ہوئیں تو فرعون نے مشاطہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب بھی وقت ہے۔ اللہ کا انکار کر دو۔

مشاطہ نے اس کا مطالبہ سختی سے رد کر دیا۔

فرعون کو طیش آ گیا۔ اس درندہ صفت کے اشارے سے مشاطہ کے دوسرے بیٹے کو بھی تیل میں اچھال دیا گیا۔ ماں دیکھتی رہ گئی کہ اس کی بھی ننھی ہڈیاں تیل کی سطح پر آ گئیں۔ مشاطہ کے پایۂ استقلال میں ہلکی سی بھی لغزش نہ آئی۔ یکے بعد دیگرے تیسرے اور چوتھے بچے کو بھی کھولتے ہوئے ہوئے تیل میں جھونک دیا گیا۔ جلتے ہوئے گوشت کی بو ہر سو پھیل گئی۔ اب شیر خوار بچے کی باری تھی جو معاملے سے بے خبر ماں کی گود میں تھا۔ سپاہیوں نے اسے چھینا۔ مشاطہ کی دلدوز چیخ فضا میں بلند ہوئی۔ شاید وہ ڈگمگا جاتی مگر اللہ نے اس شیر خوار بچے کو قوت گویائی عطا کی وہ بولا:

پیاری ماں! صبر کرو تم حق پر ہو!۔ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا اور ماں کو بھی قرار آ گیا۔ اب مشاطہ اپنے پانچوں بچوں کو قربان کر چکی تھی۔ وہ چاہتی تو اللہ کا انکار کر کے اپنی اور بچوں کی جان بچا سکتی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ اللہ نے ان کی بہتر مہمان نوازی تیار کی ہے۔ اب سپاہی پاگل کتوں کی طرح مشاطہ پر جھپٹے۔ ہانڈی کے قریب پہنچ کر اچانک مشاطہ رک گئی فرعون کی طرف دیکھا اور گویا ہوئی: مجھے تم سے ایک بات کہنی ہے۔ ہاں بولو:

''تم میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک ہی قبر میں دفن کرنا۔'' مشاطہ نے اپنی آخری خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا: چند منٹوں بعد اس کی ہڈیاں تیل کی سطح پر تیر رہی تھیں۔

یوں یہ مومن خاتون اپنے رب کے قرب و جوار میں جا بسی۔ یقین ہے کہ اللہ نے اس آزمائش پر پورا اترنے کے صلے میں مشاطہ کو نہروں والی جنت عطا کی ہوگی اور نہروں والی جنت کے بھی کیا کہنے!

(استفادہ: ملکہ عالیہ)

(عثمان بن خالد)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض ہے کہ میں دہم جماعت کا طالبعلم ہوں۔ میں روضۃ الاطفال بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ میں ہر بار آپ کو اپنے خط بھیجتا ہوں لیکن آپ تک میرا کوئی خط نہیں پہنچتا۔ آپ مہربانی فرما کر میرے خط کو ہاتھ لگا لیا کریں (جب پہنچتا ہی نہیں تو ہاتھ کیسے لگائیں)

(اسد الرحمٰن۔چونیاں)

* * * *

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت سے ہوں گے امید ہے ہمیں جناب......
خط لکھنے سے پہلے ہم کرتے ہیں سلام آداب......
ہمارا خط دفتر میں اک شور مچائے گا...... شائع کردیں ہمیں بھی روضہ ان کے پاس بھی جائے گا......
روضہ کی سب کہانیاں لاجواب...... شب ہوئی دیکھا میں نے اک خواب...... میرا خط آ گیا روضۃ الاطفال میں...... مبارک مجھے ہر انسان دیتا ہے...... روضہ ہر بات پر نبی ﷺ کی مثال دیتا ہے......عروج دن کو شب کو زوال دیتا ہے......!
روضہ میں رنگین پھول کھلے ہوئے ہیں......
نئے لکھاری خط لکھنے میں آگے بڑھے ہوئے ہیں......بلبل نے بھی گیت گلشن میں گایا......ہو مبارک!
اختِ ابتسام کا خط روضہ میں آتا ہے......روضہ ہر بات میں نبی ﷺ کی مثال دیتا ہے......عروج دن کو شب کو زوال دیتا ہے......!
تعریف کیا لکھوں، تراحسن ملال لکھوں......
ٹوکری کو میں اک سوال لکھوں...... کیوں کھا جاتی ہو خطوط میرے کو......کچھ رحم کرو ہم پہ...... ہر لکھاری تجھے رب کا واسطہ دیتا ہے...... روضہ ہر بات میں نبی ﷺ کی مثال دیتا ہے...... عروج دن کو شب کو زوال دیتا ہے......!
اللہ حافظ عبدالرحمٰن بھائی کوئی خطا ہو تو معاف کردینا......خط شائع جب ہو رہے ہوں ہمارا بھی یاد کرلینا...... روضہ ہر بات میں نبی ﷺ کی مثال دیتا ہے......عروج دن کو شب کو زوال دیتا ہے......!

(اختِ ابتسام ساجد۔نوکھر اڈا)

* * * *

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یقیناً آپ میرا خط پڑھ رہے ہیں مگر برائے مہربانی میرے خط کو ذرا مسکرا کر پڑھیے گا ماتھے پر موٹے موٹے بل نہ ڈالیے گا اور اپنی موٹی عینک (موٹی عینک......! ارے توبہ...... اللہ بچائے ہمیں اس سے) اتار کے کیونکہ یہ عیوب بڑی جلدی پکڑ لیتی ہے۔ ایک اور گزارش ہے کہ ٹوکری جی سے ذرا چھپا کے کیونکہ اس ظالم سماج دشمن کی نظر بہت تیز ہے اور ہاتھ بڑے لمبے ہیں...... ہائے! اونچی آواز سے بھی نہ پڑھیئے گا کیونکہ اس نے میرے الفاظ جو میں نے اس کی لیے استعمال کیے ہیں سن لیے تو کہیں غصے میں آ کر آپ کے ہاتھ سے میرا پیارا سا خط نہ چھین لے اور میرا پیارا خط اس

کے کنویں جتنے پیٹ میں کہیں گم نہ ہو جائے۔

بھائی جان! برائے مہربانی ٹوکری سے پوچھ کر ہمیں بتائیں کہ کیا اس کی کاغذوں بلکہ ہماری تحریروں کے علاوہ کوئی دوسری خوراک نہیں ہے؟ (نہیں...... نہیں...... بالکل نہیں......!) تو وہ ہمیں بتا دیں کہ ہم وہ بھیج دیا کریں گے۔ بس ہمارے خطوں وتحاریروں پر ہاتھ نہ صاف کیا کرے۔

(جمیلہ شوکت۔گوجرہ)

* * * *

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارے ایڈیٹر بھیا! کیا حال ہیں امید ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے ٹھیک ہوں گے۔ بھائی جان میں نے آپ کو یہ مشورہ دینا تھا کہ برائے مہربانی پزل گیم کو ختم کر کے اس کی جگہ کوئی اور اچھا سا سلسلہ شروع کریں کیونکہ پزل گیم میں جب تصویر کو کاٹا جاتا ہے تو ایک ورق کاٹ دینے سے روضہ کا حلیہ ہی بدل جاتا ہے۔ مفت مشورہ ہے قبول کرنا۔ (قارئین کی رائے اس بارے میں......؟) اب آتے ہیں روضہ کی طرف اس کے سب سلسلے پیارے ہیں لیکن سیر جہاں سب سے اچھا سلسلہ ہے۔ واقعی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ملک میں کتنی خوبصورت جگہیں ہیں۔ اللہ ہمارے ملک کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ آمین)

(ارم نصیر۔چیچہ وطنی)

* * * *

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے امتحانات سے فارغ ہو کر ہم روضہ میں قدم جمانے آ گئے۔ تھوڑی سی جگہ چاہیے! خانیوال کے مسئول بھائیوں نے تو شاید عیدالفطر کی خوشیاں ہی اب ختم کی ہیں کیونکہ عید کے بعد اب ہمیں روضہ کا شمارہ ملا تو ماشاء اللہ بہت زبردست تھا لیکن پینٹنگ دیکھ کر ہمیں شدید غصہ آیا (احتیاط...... زیادہ غصہ جلدی بڑھاپے کا باعث ہے) اس لیے کہ ہم نے رمضان المبارک کے حوالے سے زبردست پینٹنگ بھیجی اور دعاؤں کے ساتھ اسے ڈاک کی نذر کر دیا لیکن وہ شاید ڈاک کی زینت بنی یا پھر اس کی خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے آپ نے اسے روضہ کے دفتر میں آویزاں کر دیا۔ (واہ رے خوش فہمی......) چاہیے تو یہ تھا کہ آپ اسے روضہ کی زینت بناتے۔

دعاؤں کے ساتھ رخصت چاہتے ہیں کہیں ہمارا خط ردی کی ٹوکری میں نہ چلا جائے۔ جہاں ہمارے ''خوبصورت سی پینٹنگ'' گئی ہے......نہیں! بلکہ اسے تو ہم تصورات میں روضہ کے دفتر میں آویزاں دیکھتے ہیں۔ برائے مہربانی ہماری پینٹنگ کمرے میں آویزاں نہ کریں ورنہ لاہور میں لوگوں کے لیے ایک اور زیارت بن جائے گی۔

(فاطمۃ الزہرا۔خانیوال)

بہادر صحابی

عکرمہ بن ابو جہل اسلام کے بدترین دشمن اور بدترین دشمن کے بیٹے تھے۔ جنگ احد میں مسلمانوں کو سب سے بڑا نقصان خالد بن ولید اور عکرمہ ہی کے ہاتھ سے پہنچا تھا۔ فتح مکہ کے بعد جب حالات کا پانسہ پلٹا تو عکرمہ مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہوا تو آپ ﷺ کے اوصاف حسنہ کا اندازہ ہوا۔ پھر کیا تھا کہ دل و جان سے زیادہ نبی ﷺ سے محبت کرنے لگے۔ گزشتہ غلطیوں کا بڑا افسوس تھا اور اس کو دور کرنے کے لیے اپنا جان و مال سب اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔

شام کی معرکہ آرئیوں کے لیے جب انتظامات ہونے لگے تو ایک دن خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ لشکر کا معائنہ کرتے ہوئے ایک خیمہ کے پاس پہنچے تو اس کے چاروں طرف سامان جنگ، تلواریں، نیزے اور گھوڑے دکھائی دیے۔ قریب جا کر دیکھا تو اندر عکرمہ ؓ موجود تھے۔

حضرت ابوبکر ؓ نے سلام کیا اور پوچھا: عکرمہ ؓ! آپ کو جنگ کے اخراجات کے لیے جتنی رقم کی ضرورت ہو وہ لے لیں۔"

عکرمہ ؓ نے عرض کی: امیر المومنین! اللہ کی قسم کسی رقم کی ضرورت نہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عہد کیا تھا کہ جتنی لڑائیاں میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت میں لڑی ہیں اس سے دوگنی ان کی محبت میں لڑوں گا اور جتنی دولت ان کی مخالفت میں خرچ کی ہے اس سے دوگنی ان کی محبت میں خرچ کروں گا۔

یرموک کی جنگ میں عکرمہ ؓ نے انتہائی بہادری کا ثبوت دیا۔ دشمنوں کی صف میں شیر کی طرح گھس جاتے تھے۔ جب ان کا سر اور سینہ زخموں سے بری طرح چور ہو گیا تو لوگوں نے کہا: عکرمہ ؓ! اللہ سے ڈرو! خود کو اس طرح ہلاک نہ کرو۔ عکرمہ ؓ نے جواب دیا: جو شخص لات و عزیٰ کے لیے جان پر کھیلا کرتا تھا وہ آج اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے جان بچائے گا؟ اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا......!

جب رومیوں کی فوج کے سیلاب کے سامنے مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تو عکرمہ ؓ آگے بڑھے اور پکارا: اے رومیو! ایک زمانے میں میں جب کفر کی حالت میں تھا اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں لڑتا تھا تو قدم پیچھے نہ ہٹاتا تھا۔ آج میں آپ ﷺ کی محبت میں کافروں سے لڑ رہا ہوں تو قدم کیسے پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔

پھر انہوں نے مجاہدین کی طرف مخاطب ہو کر ہاتھ بڑھا کر کہا: مسلمانو! کون ہے جو اس ہاتھ پر مرنے کے لیے بیعت کرتا ہے......؟

تو چار سو مجاہدین نے ان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔ یہ سب عکرمہ ؓ کے پیچھے بڑھے اور رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ یہ لوگ اس بے جگری سے لڑے کہ قریب سب ہی اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے لیکن ان کی بہادری سے رومیوں کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ عکرمہ ؓ کی لاش مقتولین کے ڈھیر میں ملی، ابھی کچھ دم باقی تھا۔ حضرت خالد ؓ بن ولید ان کو اٹھا کر لائے۔ اپنی گود میں سر رکھ کر منہ میں پانی ٹپکایا تو ہوش آیا۔ کہا: اللہ کی قسم! حضرت عمر فاروق ؓ کا یہ گمان غلط نکلا کہ ہم اپنے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کی راہ میں شہید ہو کر نہ مریں گے۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔

(طبری۔ اسد الغابہ جلد 4)

(مجاہد اسرار احمد، قصور)

درست پزل بھیجنے والوں کے نام

لاہور: محمد علی، شاہزیب وزیر، عتیقہ یحییٰ، ماہ نور اکرم، احسن محمود، عبداللہ وسیم، ایاز احمد، محمد اعجاز، جاوید اقبال، جویریہ محمود۔ احمد حسن، راجن پور۔ حافظہ ماریہ، فاطمۃ الزہرہ، خانیوال۔ انعم رفیق، رینالہ خورد۔ محمد شعیب، ڈی جی خان۔ حبیب الرحمٰن، پشاور۔ بنت محمد اویس، نوکھر۔ اخت ابتسام، نوکھر اڈا۔ عبدالباسط، فورٹعباس۔ محمد زکریا، وہاڑی۔ محمد راشد، بشیر احمد، عرفان احمد، پتوکی۔ رائے احمد فراز، بصیر پور۔ بنت محمد سرور، بکھر۔ اسد حیات، حافظ آباد۔ یاسر علی، منیب شیخ، کراچی۔ بینش رفاقت، جلال پور جٹاں۔ بلال مشتاق، گوجرہ۔ جہانزیب مقبول، چونیاں۔ انعام الرحمٰن، گوجرانوالہ۔ سلمٰی، مریم، لیہ۔ ہمنہ بتول، گجرات۔ اسد الرحمٰن۔ احسن، وہاڑی۔ ارم نصیر، چیچہ وطنی۔ حافظہ صالحہ امجد، ننکانہ صاحب۔ محمد اسحاق خان، فیصل آباد۔ حافظ حماد الرحمٰن، سادوگورائیہ۔ مبرا تحریم، میلسی۔ محمد افضل، جہلم۔ عثمان غنی، شیخوپورہ۔ اظہر سعید، صادق آباد۔ منیب الرحمٰن، اصادق آباد۔ لاریب جدون، کراچی۔ عبداللہ ناصر، بہاولنگر۔ سعدیہ عبدالکریم، اٹک۔ احمد فراز، بہاولنگر۔ محمد اسامہ، صادق آباد۔ حفیفہ سرور، سادوگورائیہ۔ اسرار احمد، محمد یٰسین، شریف آصف، قصور۔ نعیم الرحمٰن، فیصل آباد۔ سلمہ صدیق، خوشاب۔ عامر علوی، کھرڑیانوالہ۔ طیب، فیصل آباد۔ عائشہ ارشد، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ سریلہ منور، فیصل آباد۔ عائشہ افتخار، فیصل آباد۔ سارہ ناصر، مبشرہ ناصر، بہاولنگر۔ حافظ سیف الرحمٰن، فیصل آباد۔ اویس صدیق، فاروق آباد۔ رشاہد نوید، نارروال

پانی ابالیں......!

ننھے سائنسدانو......!

کیا آپ جانتے ہیں کہ پانی کتنے درجہ حرارت پر ابلتا ہے؟ 100c...... جی بالکل درست کہا لیکن اگر اس کو اس درجہ حرارت سے پہلے ابالنا ہوتو کیا کریں......؟

اس کے لئے آپ ہم سے رابطہ کریں......یعنی ہم آپ کو بتائیں گے کہ کیسے پانی کم درجہ حرارت پر جلد ہی ابل سکتا ہے۔اس کے لئے اگر آپ پاکستان میں ہیں تو شمال کی جانب سفر شروع کر دیں۔ آپ جتنا زیادہ سفر کرتے جائیں گے، پانی کے ابلنے کا ترجہ حرارت کم ہوتا جائے گا۔

یہ کیا عجیب سائنس ہے......؟ اس کی وجہ ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ پاکستان میں شمال کی طرف سفر کرنے سے مراد بلندی کی طرف سفر کرنا ہے اور پانی جتنی زیادہ بلندی ہو اتنی جلدی ابل جاتا ہے۔اس کی وجہ بھی آپ کو بتانی پڑے گی۔

سنیں پھر! اس کی وجہ یہ ہے کہ پانی اس وقت ابلتا ہے جب پانی میں سے نکلنے والے بخارات یعنی وہ پانی جو دھویں کی صورت میں ہوا میں منتقل ہو رہا ہوتا ہے ان کا دباؤ ہوا پر ہوتا ہے۔ یہ دباؤ جب ہوا کے دباؤ کے برابر ہوتا ہے تو پانی ابلنے لگتا ہے۔ یہ ہوا کا دبائی میدانی علاقوں میں زیادہ اور بلندی والے یعنی پہاڑی علاقے مثلاً مری وغیرہ میں کم ہوتا ہے اس لئے وہاں پانی جلدی ابل جاتا ہے۔